ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک

ظہور قدسی

آج سے چودہ سو سال کی اُلٹی زقند لگا کر زمانے کے واقعات کو تخیل کی نگاہ سے دیکھا جائے تو دنیا میں جہالت، بداخلاقی اور بداعمالی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا دکھائی دیتا ہے۔ اس ظلمت کدہ میں باشندگانِ عالم غفلت وجمود کی نیند میں دنیا و مافیہا سے بے خبر پڑے فلاکت و ادبار کی کروٹیں بدل رہے تھے۔ خدا کے بندوں نے اپنی صورتوں کو اس قدر مسخ کر لیا تھا کہ ان کا پہچاننا مشکل ہو گیا تھا۔ تمدن و معاشرت کا دفتر گاؤخورد ہو چکا تھا، کفر کی کالی گھٹائیں ہر طرف تلی کھڑی تھیں، عصیاں کی بجلیاں کوند رہی تھیں، خطہ عرب میں ہر طرف جنگ و جدل اور قتل و غارت کا بازار گرم تھا، جوا اور شراب ان کا جزوِ زندگی تھا، لوگ ہمدردی سے قطعاً نا آشنا، حق و باطل اور حلال و حرام کے امتیاز سے کوسوں دُور تھے، گویا بہائم تھے کہ بدترین رسم و رواج کی بھیانک تاریکی میں دن گزار رہے تھے۔ ایسے حالات میں بے کسوں، بے بسوں، عاجزوں، مظلوموں اور یتیموں کی دنیا زبانِ حال سے، الغیاث الغیاث پکار رہی تھی کہ جذبۂ رحمتِ حق کو حرکت ہوئی اور آن کی آن میں فاران کی چوٹیوں سے اس بھیانک ظلمت کو دُور کرنے والا مہربان فضائے مشرق و مغرب پر ضیا بار ہو گیا۔ یعنی ماہ ربیع الاول میں رب العلمین نے رحمت للعلمین حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کل عالموں کی ہدایت وسعادت کا سامان دے کر بھیجا۔ یہ واقعۂ ولادتِ نبوی ہے، جو دعوتِ اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا۔ یہ دن محض ریگستانِ حجاز کی بادشاہت کا پہلا دن نہ تھا۔ یہ محض عرب کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش نہ تھی۔ یہ محض قوموں کی طاقت کا اعلان نہ تھا۔ اس میں صرف نسلوں اور ملکوں کی بزرگی کی دعوت نہ تھی، بلکہ یہ تمام عالم کی ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا۔ یہ تمام دنیا کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش تھی۔ یہ تمام کرۂ ارضی کی سعادت کا ظہور تھا۔ یہ نوع انسانی کے شرف و احترام کے قیام کا دن تھا۔ یہ قوموں کی برائیوں اور ملکوں کی فتوحات کا نہیں بلکہ خدا کے عرشِ جلال و جبروت کی آخری اور دائمی نمود تھی۔ بس یہی دن سب سے

بڑا ہے۔ کیونکہ اسی کے اندر دنیا کی سب سے بڑی برائی ظاہر ہوئی، یہ ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی۔ شریعتِ ربانی کے ارتقا کا مرتبۂ آخری تھا۔ یہ سلسلۂ ترسیلِ رسل و نزولِ صحف کا اختتام تھا۔ یہ سعادتِ بشری کا آخری پیام تھا۔ یہ وراثتِ ارضی کی آخری بخشش تھی۔ اسی دن کو دنیا کا وہ سب سے بڑا ہادی اور خدا کا وہ سب سے برگزیدہ انسان مبعوث ہوا جس کی جبینِ تابناک سے نورِ حقیقت کی شعاعیں نکل رہی تھیں جس کے جاہ وجلال کو دیکھ کر قیصر و کسریٰ کے تخت لرز گئے۔ جس کے فیضان آشعہ ولامعہ نے ظلمت آباد ارضی کو نور کا بقعہ بنا دیا۔ غلامی کی زنجیریں کٹ گئیں۔ تمیز رنگ ونسل مٹ گئی۔ انسانیت کا کھویا ہوا وقار قائم ہوا۔ مخلوق خداوندوں کی خداوندی کا خاتمہ ہو گیا۔ حضور نے فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر ایک پیغام دیا۔ جن روحوں نے اس پیغام پر لبیک کہا انھیں خلافتِ الٰہیہ عطا ہوئی۔ قیاصرہ واکاسرہ کے تاج ان کے قدموں پر نثار ہوئے اور جب تک آفتاب عالم تاب مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہوتا رہے گا، دنیا اس یتیم مکہ کے اس اعجاز کو نہ بھولے گی کہ اس نے شتربانوں کو جہاں بانی کے وہ گر سکھائے کہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے ربع مسکوں پر چھا گئے اور مشرق و مغرب پر اُن کے جھنڈے لہرانے لگے۔ خود اُمّی ہونے کے باوجود علم ومعرفت کے وہ انوا بتلائے کہ وہ محفل علوم کے صدر کہلائے اور تمام دنیا نے ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔ انسانیت کے اس کمال کا عالمِ وجود میں آنا انسانوں کے لیے کس قدر باعثِ برکت ہوا۔ اس کا حال دنیا میں پھیلی ہوئی روشنی اور تہذیب سے پوچھو۔

شرک اور ظلمت کی آفت کافور ہو گئی، لوگ ایک پروردگار کو ماننے لگے، نسل وخون کی لعنت مٹ گئی، غلام اور آقا ایک ہو گئے، انسانیت کی تعمیر، اخوت ومساوات کی بنیادوں پر شروع ہوئی۔ متلاشیانِ حق کو ایسا عرفانِ الٰہی حاصل ہوا کہ ماسوا اللہ کا خوف خود بخود دل سے جاتا رہا۔

ذاتِ قدسی کی سیرت کے مختلف پہلو

سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں اور زندگی کے مختلف شعبوں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ہر شعبہ ہماری راہنمائی و رہبری کے لیے مشعلِ راہ اور زندگی کا ہر حصہ ایک ایسا عظیم الشان معجزہ ہے، جس کی مثال ناممکن ہے۔

آپ کی ذات بابرکات ایک ایسا مرتب و منظم اور جامع نمونۂ زندگی پیش کرتی ہے جس کی مثالیں معمولی سے معمولی مزدور اور کسان سے لے کر بڑے بڑے اصحابِ سیاست اور حکمران کو کامرانی کی منزل تک لے جا سکتی ہیں۔ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو بہتر اور کامیاب بنانے کے لیے آپ کے اعمال و افعال میں بہترین نظیر اور عملی نمونہ موجود ہے۔

آدابِ خورش و رہائش اور سلوکِ عزیزان و ہمسائیگاں سے لے کر آدابِ جنگ و سفارت اور آدابِ حکومت و عدالت تک نہایت افراط، عمدگی اور حسنِ ترتیب کے ساتھ ایک منضبط اور وابستہ لائحۂ عمل نظر آتا ہے۔ پھر اس کمال کے اندر کمال یہ ہے کہ کسی شعبۂ زندگی کے انہماک و مظاہرہ کے موقع پر دوسرے شعبوں کے عمل میں ذرہ برابر خامی یا پہلو تہی نظر نہیں آتی۔ یعنی یہ کمال صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں نظر آئے گا کہ ایک پہلو کی رفعت و بلندی کے وقت دوسرے پہلوؤں کو اپنے نقطۂ کمال سے بقدر رمق بھی نہ ہٹایا، اور یہی وہ عظیم الشان معجزہ ہے جس نے آپ کی سیرت کو جلیل القدر انسانوں کی سیرت سے بلند و ممتاز بنا دیا ہے کہ جس کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی۔ تاریخِ عالم مشاہیر و زعما کے تذکروں سے بھری پڑی ہے، ہر ایک کی زندگی کا مطالعہ یہی بتاتا ہے کہ ان کی عظمت و بزرگی کا سبب مسائلِ حیات کے دو ایک یا چند پہلوؤں کے متعلق راہِ ثواب کی دریافت و تبلیغ تک محدود تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی نظر آئے گا کہ یہ بزرگ اپنے خصوصی گوہرِ مقصود کی تلاش و حصول کے سلسلے میں دیگر متعلقات سے یا تو بے تعلق رہے یا کم از کم ان کی انجام دہی میں اس انتہا تک نہ رہ سکے جو ان مسائل میں عام انسانوں کے لیے بہترین نظیر قرار دی جا سکے۔ اربابِ عقل و ہوش کی ہزار سالہ تحقیق اور اصحابِ دین و فکر کی لامحدود کاوشیں انسانی زندگی کے ضبط و انصرام کے سلسلے میں کوئی ایسا اصول وضع کرنے پر قادر نہ ہو سکیں جو معمولی سے معمولی اور اہم سے اہم مسائلِ حیات و تمدن کی راہنمائی کے لیے کافی ہو۔

عالمِ انسانیت میں ایک حیرت انگیز انقلاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام قبیلوں کے درمیان جو سالہا سال سے ایک دوسرے کے خلاف مقابلے میں تلواریں سونتے ہوئے تھے، الفت و محبت کا پیوند لگا دیا۔ عرب کی جنگِ بعاث جو اوس و خزرج کے درمیان بڑی مدت سے جاری تھی، یک قلم موقوف ہو گئی۔ اس مصالحت کے لیے

اگر کوئی شخص پوری دنیا خرچ کر دیتا تو بھی اس کی طاقت سے باہر تھا۔ مکّی مدنی سب گھُل مل گئے۔ نبی کریم نے انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کرا دیا۔ ایسا بھائی چارہ جس کے سامنے سگّے بھائیوں کی محبت اور دنیا کی ساری دوستیاں شرمندہ تھیں۔ تاریخ میں ایسی محبت و خلوص کی مثال نہیں ملتی۔ ان کے درمیان کی کڑی جو اُن کے دلوں کو پیوست کرسہی تھی، صرف اسلام کی محبت تھی۔ یہ نئی جماعت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ تھی اس جماعت کا ظہور ایسی کٹھن گھڑی میں ہوا جب کہ دنیا موت و زندگی کی کشمکش میں مبتلا تھی۔ ایک طرف نبی کریم اس جماعت کی تربیت فرما رہے تھے، دوسری طرف قرآنِ پاک برابر اُن کے قلوب کو طاقت اور گرمی بخشتا رہا۔ رسول کریم کی مجالس سے ان کو دینی استحکام، خواہشاتِ نفس پر قابو، رضائے الٰہی کی سچی طلب اور اس کی راہ میں اپنے آپ کو مٹانے کی عادت، جنت سے عشق، علم کی حرص، دین کی سمجھ اور احتسابِ نفس کی دولت حاصل ہوئی۔ لوگ جس حال میں ہوتے، ارشادِ نبوت سنتے ہی خدا کی راہ میں اُٹھ کھڑے ہوتے، یہ لوگ رسولِ کریم کی معیت میں دس سال کے اندر ۲۷ بار جہاد کے لیے نکلے اور آپ کے حکم سے سو مرتبہ سے زائد مرتبہ کمربستہ ہو کر میدانِ جنگ کی طرف گئے۔ ان کے لیے دنیا سے بے تعلقی آسان ہو گئی۔ اہل و عیال کے مصائب برداشت کرنے کے عادی بن گئے تھے۔ یہ لوگ اس طرح دامنِ رسالت سے وابستہ ہوئے کہ جس بات کا آپ فیصلہ فرما دیتے ان کے نزدیک اس میں اختلاف کی ذرہ گنجائش باقی نہ رہتی۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنے چھپے گناہوں کا اقرار کیا۔ اگر کسی گناہ میں مبتلا ہو گئے تو اپنے آپ کو حدود اور سزاؤں کے لیے پیش کر دیا۔ شراب کی حرمت کا نزول ہوا، تو چھلکتے ہوئے جام ہتھیلیوں پر تھے، اللہ کا حکم ان کے اور شراب کے درمیان حائل ہو گیا۔ ہاتھ کو ہمت نہ تھی کہ اوپر اُٹھ سکے۔ اور لبوں کی تمنائیں وہیں خشک ہو گئیں۔ شراب کے برتن توڑ دیے گئے اور شراب مدینے کی گلیوں اور نالیوں میں بہہ رہی تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جو نہ کسی مصیبت سے گھبراتے نہ کسی نعمت پر اتراتے۔ فقر ان کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکتا۔ دولت سرکشی پیدا نہ کر سکتی۔ تجارت غافل نہ کرتی۔ کسی طاقت سے نہ دبتے۔ اللہ کی زمین پر اکڑنے کا خیال بھی نہ آتا۔ لوگوں کے لیے وہ سراپا عدل تھے۔ وہ انصاف کے علمبردار، اللہ کے گواہ تھے۔ خواہ اپنے نفس کے خلاف گواہی دینی پڑے۔ خواہ والدین اور اعزہ کے خلاف جانا پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی

زمین کو ان کے قدموں میں ڈال دیا اور ان کو ان کے لیے مسخر کر دیا۔ وہ اس وقت عالم کے محافظ اور اللہ کے دین کے داعی بن گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا جانشین بنایا اور آپ خود ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ رسالت اور امت کی طرف سے اطمینان کی دولت لے کر رفیقِ اعلیٰ کی طرف سفر کر گئے۔ انسانی طبیعت کا یہ زبردست انقلاب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر انجام پایا انسانی تاریخ میں یہ حیرت انگیز انقلاب ہے۔

فتح پانے کے وقت آپ اتنے متواضع تھے کہ فرطِ تواضع سے اپنے مفتوح شہر میں داخلے کے وقت گردن مبارک نیچی کیے ہوئے ذکرِ الٰہی میں مشغول تھے۔ گردن اتنی جھکی ہوئی تھی کہ اونٹ کے پاؤں سے سر قریب ہو گیا تھا۔ لاکھوں روپیہ کا ڈھیر آپ کی ملکیت ہے، مگر چند گھنٹوں میں اسے تقسیم فرما کر گھر جاتے ہیں اور صرف چند سیر جو پر قناعت کرتے ہیں۔ ایک فاتح جرنیل کے لیے اس واقعہ میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

لونڈی غلام تقسیم ہو رہے ہیں مگر جگر گوشہ اور چہیتی بیٹی شکایت کرتی ہے کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں اور مشکیزہ اٹھاتے اٹھاتے جسم پر داغ پڑ گئے ہیں، ایک لونڈی کے لیے درخواست کرتی ہیں مگر آنحضرتؐ اس کے جواب میں یادِ الٰہی کے چند الفاظ سکھلاتے ہیں اور کوئی لونڈی عطا نہیں فرماتے۔ کیا اس میں حکمرانوں اور بادشاہوں کے لیے نمونہ نہیں ہے۔

ایسا سلطان عالی ظرف سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کون ہے جو ایک وقت تختِ حکومت سے احکام تدبیرِ سیاست، قوانینِ جہانگیری وجہانبانی، دفعاتِ دیوانی و فوجداری کا بھی نفاذ کرتا ہو اور دوسرے وقت معمولی مزدور کی حیثیت سے قوتِ لایموت کے حصول میں کوشاں ہو۔ دنیا کا کوئی ایسا فاتح جرنیل نہیں ہوا ہے جس نے کم فوج کے ساتھ مختصر سپاہیوں کو لیے ہوئے جن میں نوجوان بھی ہیں، بوڑھے بھی ہیں، جن کے پاس نہ اسلحہ ہے، نہ سامانِ خوراک، نہ سردی کے زمانے میں گرم ملبوس، نہ گرمی میں سایہ، نہ سواری کو شاندار گھوڑے اور نہ مسافت کا سامان۔ کھجوروں کے پتوں کا کیمپ، لیکن ہر جنگ میں فاتحانہ انداز کے ساتھ غنیم کی فوج کو پارہ پارہ کر دیا ہو۔ یہ صرف اس ربانی جرنیل کی شان تھی۔ دنیا میں کوئی ایسا مقنّن ہوا ہے جس نے آج تک کوئی یکساں اور غیر متزلزل قانون مرتب کیا ہو جس میں تبدیلی و ترمیم نہ ہوئی ہو۔ قابلِ اعتراض نہ ٹھہرا ہو، جو بدلا نہ گیا ہو۔ مرورِ ایام سے

بیکار اور غلط ثابت نہ ہو چکا ہو ـــ سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حیاتِ انسانی کے لیے ایک مکمل و غیر متبدل قانون کوئی دوسرا نہ پیش کر سکا۔ ان کے قوانین میں نبی نوعِ انسان کی تمام مشکلات کا حل موجود ہے۔ قیامت تک ان میں ترمیم و تبدیلی کی ضرورت محسوس نہ ہوگی اور وہ نسلِ انسانی کے لیے ہمیشہ واجب العمل ہوں گے، زمان و مکان اور نسل و ملک کا اختلاف ان قوانین پر اثر انداز نہ ہوگا۔ تمام جماعتوں اور طبقوں کے لیے یکساں قابلِ عمل ہوں گے۔

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

الفہرست

از: محمد بن اسحاق ابن ندیم وراق اردو ترجمہ : محمد اسحاق بھٹی

یہ کتاب چوتھی صدی ہجری تک کے علوم و فنون ہیر و رجال اور کتب و مصنفین کی مستند تاریخ ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں، قرآنِ مجید، نزولِ قرآن، جمع قرآن اور قرائے کرام، فصاحت و بلاغت، ادب و انشا اور اس کے مختلف مکاتبِ فکر، حدیث و فقہ اور اس کے تمام مدارسِ فکر، علم نحو، منطق و فلسفہ، ریاضی و حساب، سحر و شعبدہ بازی، طب اور صنعتِ کیمیا وغیرہ تمام علوم، ان کے علما و ماہرین اور اس سلسلے کی تصنیفات کے بارے میں اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں واضح کیا گیا ہے کہ یہ علوم کب اور کیونکر عالمِ وجود میں آئے۔ پھر ہندوستان اور چین وغیرہ میں اس وقت جو مذاہب رائج تھے، ان کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز بتایا گیا ہے کہ اس دور میں دنیا کے کس کس خطے میں کیا کیا زبانیں رائج اور بولی جاتی تھیں اور ان کی تحریر و کتابت کے کیا اسلوب تھے۔ ان کی ابتدا کس طرح ہوئی اور وہ ترقی و ارتقا کی کن کن منازل سے گزریں۔ ان زبانوں کی کتابت کے نمونے بھی دیے گئے ہیں ـــ ترجمہ اصل عربی کتاب کے کئی مطبوعہ نسخے سامنے رکھ کر کیا گیا ہے اور جگہ جگہ ضروری حواشی دیے گئے ہیں جس سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

صفحات ۹۴۶ مع اشاریہ قیمت -/۳۰ روپے

ملنے کا پتا : ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ لاہور